ناموسِ رسول

مصنف: سکندر احمد کمال

ملنے کا پتا: ایجوکیشنل بک ہاؤس۔ شمشاد مارکیٹ۔ علی گڑھ۔

سنہ اشاعت: ۲۰۰۲ء، صفحات: ۱۴۴، قیمت ساٹھ روپے (-/۶۰)

پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان، دین کا بنیادی جزء ہے۔ آپؐ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ہر مسلمان گہری جذباتی وابستگی رکھتا ہے۔ آپؐ سے محبت وعقیدت کے بغیر ایمان کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین اسلام نے سیرتِ نبوی پر مختلف اعتراضات کیے ہیں اور اس کو داغ دار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ مسلم علماء نے ہر زمانے میں اس کا دفاع کیا ہے اور ان اعتراضات کا بھرپور جواب دیا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ ان معترضین نے خام مواد سیرت وتاریخ کی ان کتابوں سے حاصل کیا ہے جن میں صحیح روایات کے پہلو بہ پہلو ضعیف اور موضوع روایات بھی موجود ہیں۔ معترضین کا جواب دیتے وقت ضروری ہے کہ ہم ان روایات پر تحقیقی وتنقیدی نظر ڈالیں، ان کی تنقیح کریں اور جو روایات میزانِ نقد پر کھری نہ اتریں انھیں رد کردیں۔ لیکن یہ رویہ ہرگز درست نہ ہوگا کہ نام نہاد اعتراضات سے بچنے کے لیے حقائق ہی کو مسخ کردیا جائے اور قرآنی آیات کی من مانی تاویلات کرکے، صحیح احادیث اور تسلیم شدہ تاریخی واقعات کو ان سے متصادم دکھا کر انھیں بالکلیہ رد کردیا جائے۔ افسوس ہے کہ زیر تبصرہ کتاب اسی رویہ کی ترجمانی کرتی ہے، بلکہ اس کی شاہ کار ہے۔

فاضل مصنف کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں بہت سے ترجمے ہوئے ہیں، لیکن کوئی ترجمہ صحیح اور عربی متن کے مطابق نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:

> "آج ہمارے سامنے قرآن کے تراجم ایک نہیں، ہر ترجمہ کہیں نہ کہیں اپنے اندر اختلاف رکھتا ہے اور ان پر جو تفاسیر درج کی گئی ہیں ان میں ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جن سے شانِ رسول مجروح ہو رہی ہے.... کاش

آج قرآن کا ایک ترجمہ عربی متن کے مطابق ہوتا اور تفاسیر عربی متن اور حضور کی
شان کے مطابق ہوتیں .... ان آیات میں سے اکثر جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ متن
سے بہت دور ہٹ گیا ہے۔" (ص ۴۳) "نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کے جو ترجمے
دوسری زبانوں میں کیے گئے ان کے معانی و مطالب اصلی عربی متن سے
کافی جگہ ہٹے ہوئے ہیں اور بات کہیں سے کہیں جا پہونچی ہے" (ص ۴۷)

مصنف کو چونکہ کسی ترجمے پر اعتماد نہیں، اس لیے قرآنی آیات کے ترجمے خود کرتے ہیں۔ پھر اپنے مستنبط مفہوم کو قطعی سمجھ کر اس کے خلاف موجود تمام صحیح احادیث، تفاسیر اور تاریخی واقعات کو خلافِ قرآن، موضوع اور لائقِ رد قرار دیتے ہیں اور علماء کو ان سے دست بردار نہ ہونے پر ملامت کرتے ہیں:

"المیہ یہ ہے کہ امت کے سادہ لوح افراد حتیٰ کہ علماء اور محدثین ان روایات اور موضوع احادیث کو درست گردانتے ہیں اور ٹس سے مس ہونے کو آمادہ نہیں ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ مکاتبِ فکر کے علماء اور محدثین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو قرآن کی روشنی میں کتبِ تواریخ، سیرت، احادیث، تراجم، تفاسیر کی جانچ پڑتال کرے اور خلافِ قرآن رطب و یابس، خس و خاشاک، کوڑے کرکٹ اور خرافات کو ان کتب سے کاٹ چھانٹ کر الگ کر دے جس سے معترضین کے اعتراضات کی جڑ ہی ختم ہو جائے۔" ص ۴۷

جو شخص اتنے بڑے بڑے دعوے کر رہا ہو اس کے بارے میں کم سے کم یہ امید تو رہتی ہے کہ اسے عربی زبان آتی ہوگی، لیکن یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ موصوف عربی زبان سے نابلد ہیں۔ وہ عربی مراجع سے براہِ راست استفادہ پر قادر نہیں۔ ان کا مطالعہ صرف اردو تفاسیر، احادیث کے اردو ترجموں اور تاریخ و سیرت کی چند اردو کتابوں تک محدود ہے۔

کس قدر بے باکی سے مصنف نے قرآن مجید کے متداول ترجموں کو غلط ٹھہرایا ہے اور آیات کے نئے ترجمے پیش کیے ہیں۔ اس کا اندازہ درج ذیل مثال سے بخوبی کیا جا سکتا ہے:

سورۂ تحریم کی پہلی آیت یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ

مَرۡضَاتِ اَزۡوَاجِكَ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"تفاسیر، حدیث اور تراجم میں صاف ہے کہ حضور نے اپنے اوپر شہد یا ماریہ کو حرام کر لیا تھا۔ یہ کام ماضی کا ہو گیا۔ اگر اس ماضی کے کام پر اللہ کو گرفت کرنی تھی تو لفظ ماضی کا صیغہ لِمَ حَرَّمْتَ آنا تھا۔ لِمَ تُحَرِّمُ آیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد مستقبل ہے نہ کہ ماضی اور اس لحاظ سے ہی ترجمہ، تفسیر ہونا تھا۔ مگر صیغہ مستقبل اور ترجمہ ماضی؟ کیا مطلب؟ کیا اتنا بھی غور کا مقام نہیں ہے؟ اس لیے ترجمہ و تفسیر محلِّ نظر ہے۔" (ص ۷۷)

آگے اس آیت کا خود جو ترجمہ کیا ہے وہ قابلِ ملاحظہ ہے کہ اسے من مانا مفہوم دینے کے لیے کتنے لمبے محذوف سے کام لیا ہے:

"اے نبی، کس لیے اور کیوں آپ حرام کرو گے اس کو جو اللہ نے تیرے لیے حلال کی ہے۔ یقیناً آپ ہرگز اللہ کے حلال کو حرام نہیں کرو گے (جملہ استفہام) آپ اس لیے بھی حلال کو حرام نہیں کرو گے کہ آپ اپنی بیویوں کو راضی کرو؟ حالانکہ آپ کی بیویاں بھی ایسا کرنے کو نہ کہیں گی، اگر وہ اللہ پر ایمان رکھنے والی ہیں۔ آپ حرام و حلال اللہ کا مانتے ہیں، اپنی مرضی سے حرام حلال نہیں کرتے۔ (ص ۸۲)

شاید فاضل مصنف کو اتنی بات بھی نہیں معلوم کہ عربی زبان میں فعل مضارع صرف مستقبل کا نہیں بلکہ حال کا بھی معنی دیتا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں سیرتِ نبوی سے متعلق تقریباً ڈیڑھ درجن واقعات اور موضوعات پر دادِ تحقیق دی گئی ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں: بحیرہ راہب سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات، واقعۂ شقِّ صدر، غارِ حرا میں پہلی وحی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی (بمعنی ان پڑھ) ہونا، سورۂ مجادلہ کے شروع میں مذکور واقعۂ ظہار، واقعۂ ایلاء، واقعۂ تحریم، سورۂ عبس میں مذکور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کا واقعہ، واقعۂ قرطاس، حدِّ رجم، حضورؐ کی جانشینی، منافق عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر، واقعۂ مباہلہ، حدیث الافک آں حضرتؐ کی بعض ازواج کو طلاق دیے جانے کا مسئلہ، ازواجِ مطہرات کی تعداد وغیرہ